تیرھواں فقہی سمینار

منعقدہ: ۱۸-۲۱ر محرم ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳-۱۶ر اپریل ۲۰۰۱ء، جامعہ سید احمد شہید، کٹولی، ملیح آباد، لکھنؤ

☆ انقلاب ماہیت (طہارت ونجاست اور حلت وحرمت پر اس کا اثر)

☆ اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری

☆ لڑکی سے اجازت کے بغیر شادی

☆ جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود ومعاملات کا شرعی حکم

☆ اعلامیہ: جہیز کی حرمت

☆ اعلامیہ: مسجد کی شرعی حیثیت

سوالنامہ

پوسٹ مارٹم

ارشاد خداوندی ہے: ’’ولقد کرمنا بني آدم‘‘ (الآیہ)

اس ارشاد کے مطابق حق تعالیٰ نے انسان کو افضل الخلائق اور اشرف المخلوقات بنایا ہے اور یوں اس کو کائنات کا مخدوم بنایا ہے، خادم نہیں، استعمال کرنے والا بنایا ہے استعمال کیا جانے والا نہیں، اس شرف وعزت کی وجہ سے اس کے جسم کو اتنا محترم بنایا ہے کہ کسی انسان کے لئے دوسرے انسان کے جسم کو کسی بُرے ارادے سے ہاتھ لگانے کی اجازت نہیں بلکہ کوئی انسان خود اپنے بدن میں کوئی بیجا تصرف کرنا چاہے تو اجازت نہیں، پورے بدن یا بدن کے کسی حصہ کو کاٹنا، پیٹنا، بیچنا خریدنا، دنیا کی کسی ضرورت میں استعمال کرنا سب منع ہے معدودے چند مواقع اور صورتوں کے علاوہ۔ اور یہ احترام جیسے زندگی میں اور زندہ جسم کے لئے رکھا گیا ہے اسی طرح موت کے بعد اور مردہ جسم کے لئے بھی رکھا گیا ہے اسی لئے مرنے کے بعد نہلا دھلا کر کفن پہنا کر دفن کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

لیکن حالات وعوارض کی وجہ سے کچھ ایسی شکلیں پیدا ہوجاتی ہیں جو شریعت کی رو سے محل غور ہوتی ہیں، قدیم زمانے میں بھی ایسا ہوا، چنانچہ علماء شریعت اور فقہاء نے غور کیا۔ اور جدید عہد نے مزید شکلیں پیدا کردی ہیں جن کے متعلق سوالات ہورہے ہیں کئی مسائل کو اکیڈمی اپنے سیمیناروں کا موضوع بھی بنا چکی ہے۔

اس سلسلہ کے ایک مسئلہ ’’انسان کے مردہ جسم کا پوسٹ مارٹم‘‘ یعنی موت کے بعد جسم انسانی کی چیر پھاڑ ہے۔ یوں تو یہ مسئلہ کافی دن سے چل رہا ہے اور ہمارے علماء وفقہاء نے سوالات کے سامنے آنے پر اس بابت اظہار خیال بھی کیا ہے لیکن دن بدن اس میں وسعت ہونے کی بنا پر فقہ اکیڈمی نے اپنے تیرہویں سیمینار کے ایک موضوع کی حیثیت سے اس مسئلہ کو بھی رکھا ہے۔

اس لئے کہ ایک طرف تو انسانی شرافت وکرامت اور موت کے بعد انسانی جسم کے احترام وتوقیر کا معاملہ ہے۔ مشہور حدیث ہے: ’’کسر عظم المیت ککسرہ حیا‘‘۔ اور اس کے بالمقابل پوسٹ مارٹم کی جو مردہ شکل میں انسانی جسم کے ساتھ انتہائی بے دردی وبے حرمتی کا معاملہ ہے کہ جس کو سننا مشکل ہے چہ جائیکہ دیکھنا اور برتنا۔

اور دوسری طرف وہ امور ہیں جن کی بنیاد پر اس کو اپنایا گیا ہے اور جن کو بڑھا چڑھا کر، ضرورت اور مصلحت بتا کر بعض صورتوں وضرورتوں کے لئے اس کو لازم سا کردیا گیا ہے۔

اب ہم کو غور کرکے یہ طے کرنا ہے کہ شرعی حقائق ودلائل کی روشنی میں دونوں پہلوؤں میں سے کونسا پہلو اہم اور وقیع وراجح ہے، نیز یہ کہ اگر اس میں گنجائش ہے تو کس حد تک۔

جن ضرورتوں کے پیش نظر پوسٹ مارٹم ہوا کرتا ہے اس کو بعض حضرات نے یوں ضبط کیا ہے:

۱- اگر کسی شخص کی موت کا سبب معلوم نہ ہو تو تفتیش جرائم کا محکمہ یہ جاننے کی جدوجہد کرتا ہے کہ اس کی موت زہر کھانے سے ہوئی یا گلا گھونٹنے سے یا ڈوب کر یا کسی اور پوشیدہ سبب کے نتیجے میں ہوئی تا کہ ظالم کی شناخت کرکے اس کو سزا دی جائے اس کی سرکوبی کی

جائے اور جرائم کی راہ مسدود ہوجائے۔

۲- دوسرا پہلو اس کا یہ بھی ہے کہ بسا اوقات ایک آدمی کا انتقال ہوتا ہے اور موت کا سبب معلوم نہ ہونے کی بنا پر ایک بے قصور شخص صرف شبہ کی وجہ سے گرفتار کرلیا جاتا ہے لیکن پوسٹ مارٹم کے بعد یقینی طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ مرنے والا طبعی موت مرا ہے یا اس نے خودکشی کی ہے تو وہ بے قصور شخص بچ جاتا ہے۔

۳- تیسری مصلحت یہ ہے کہ کوئی وبائی مرض پھیل جاتا ہے تو پوسٹ مارٹم کے ذریعہ یہ پتہ لگایا جاتا ہے کہ اس کثرت اموات کے کیا اسباب ہیں۔ ان اسباب پر غور کرکے احتیاطی تدابیر تجویز کرتے ہیں۔

۴- ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ انسانی نعش کو کھول کر انسانی اعضاء کی ترکیب، ہڈیوں کے جوڑ، مختلف اعضاء کے درمیان تناسب وغیرہ کو اس مقصد کے تحت دیکھتے ہیں تاکہ بیماری اور اس کے اسباب اور طریق علاج پر عبور حاصل کرسکیں۔

اس تمہید کی روشنی میں درج سوالات کا جواب مطلوب ہے:

(۱) انسانی تکریم وتوقیر کا کیا مطلب ہے اور اس کا کیا معیار ہے جس کا لحاظ کرنا ہمارے لئے ضروری ہے۔

(۲) اگر انسانی جسم کی قطع وبرید اس تکریم وتوقیر منافی ہے، تو جن مواقع میں شریعت کا حکم یا رخصت معروف ہے مثلاً ختنہ، پھوڑے پھنسی وغیرہ کا علاج اور آپریشن ان کی بابت کیا کہا جائے گا۔

(۳) پوسٹ مارٹم جس میں بدن کی قطع وبرید ہوتی ہے اور جسم کے ہر مرکزی حصے کو توڑا اور کاٹا وپھاڑا جاتا ہے مثلاً سر، سینہ، پیٹ وغیرہ، اس کا فی نفسہ کیا حکم ہے؟

(۴) ریسرچ وتحقیق نیز طبی تعلیم کی غرض سے انسانی جسم کی قطع وبرید کا کیا حکم ہے؟

(۵) فطری اموات میں اگر ایسا کیا جائے اور بالخصوص اس غرض سے کہ جسم کے کارآمد حصے نکال کر محفوظ کرلئے جائیں تو کیا حکم ہوگا؟

(۶) غیر فطری اموات میں جو اچانک ہوتی ہیں، یا ان کا سبب سمجھ میں نہیں آتا، اگر پوسٹ مارٹم موت کا سبب معلوم کرنے کے لئے کیا جائے تو کیا حکم ہے؟ جس کا مقصد سبب موت کو معلوم کرنے کے بعد اس کے مطابق کارروائی واقدام کرنا ہوتا ہے۔

(۷) وہ حادثاتی اموات جن میں وقت کا سبب واضح وعیاں ہوتا ہے، محض ایک رسم کے طور پر کیا جانے والا پوسٹ مارٹم کیا حکم رکھتا ہے۔

☆☆☆

سوالنامہ

انقلاب ماہیت

حق تعالیٰ نے اس کائنات میں بے شمار چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کو ہم مختلف شکلوں میں اپنی ضروریات میں استعمال کرتے ہیں، خواہ یہ استعمال غذا کے طور پر ہو یا دوا کے طور پر، نباتات، جمادات، حیوانات وغیرہ، یہ استعمال کبھی اشیاء کو ان کی اپنی شکل پر باقی رکھتے ہوئے، اور خالص انہیں اشیاء کا ہوتا ہے اور کبھی ان کو دوسری چیزوں کے ساتھ ملا دیتے ہیں اس طرح کہ ظاہری طور پر ان کا کوئی اثر نہیں دکھائی دیتا۔ اور کبھی تنہا ہونے میں بھی جلا کر یا کسی دوسری طرح شکل وصورت بلکہ صفت بھی بدل جاتی ہے، اس ردوبدل کو کم ازکم بعض صورتوں میں ماہیت کا بدلنا (انقلاب ماہیت، تحوّل ماہیت وتحوّل عین، اور استحالہ وغیرہ) کہتے ہیں۔

اس بابت اہم سوال ان اشیاء کا ہے جن کے استعمال کو شریعت نے ہمارے لئے حرام قرار دیا ہے اور ظاہر ہے کہ عام حالات میں اس طرح کی اشیاء کا بعینہ استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں ہوگا، دوسری صورت یہ ہے کہ ان اشیاء کے ساتھ کوئی اور چیز جو حلال وطیب ہے ملا دی جائے اور اس ملاوٹ کی وجہ سے اس شی کی ہیئت اور خاصیت بدل جائے، یا کوئی شی ملائی تو نہ جائے لیکن کسی خاص طبعی یا ماحولیاتی کیفیت کی وجہ سے اس میں خود بخود تغیر پیدا ہوجائے، اس تغیر کے نتیجہ میں اس شی کی ہیئت، کیفیت اور خاصیت بدل جائے، تو ایسی اشیاء کی حرمت اور نجاست حسب سابق قائم رہے گی یا اس تبدیلی کی وجہ سے حکم میں تبدیلی پیدا ہوجائے گی؟

قدیم فقہی ذخیرہ میں اس بابت نمک کی کان میں کسی شی کا گر کر نمک بننا، کنویں وغیرہ کی تہہ میں کسی شئ کا مل کر وہی صورت اختیار کرلینا، شراب کا سرکہ بننا، یا سرکہ کا شراب بننا، یا شیرۂ انگور کا شراب بننا، یا نطفہ کا علقہ اور علقہ کا مضغہ بننا۔ اس قسم کی اشیاء کا تذکرہ ملتا ہے۔

اور آج تو بہت سی چیزیں ایسی مل جائیں گی، جن میں اس قسم کا ردوبدل ہوتا ہے یا محسوس کیا جاتا ہے، اس کی وجہ سے کھانے پینے اور دیگر استعمالی اشیاء کی بابت سوالات ہوتے رہتے ہیں، لہذا ہم کو درج ذیل سوالات پر غور کرکے کسی واضح نتیجے تک پہونچنا ہے:

۱- کسی بھی شی کے وہ بنیادی عناصر کیا ہیں جن کے قائم رہتے ہوئے کہا جائے کہ شئ کی حقیقت اور ماہیت نہیں بدلی ہے، اگرچہ اس میں مختلف قسم کے دیگر تغیرات ہوئے ہوں؟

۲- انقلاب ماہیت (یا استحالۂ عین وتحول عین) کا کیا مطلب ہے؟ اور اس کے لئے کسی شی کا کس حد تک بدلنا مطلوب ہے، مثلاً کسی شی کے بنیادی عناصر رنگ، صورت اور کیفیت (مزہ، بو اور خاصیت) میں سے ہر ایک کا بدل جانا ضروری ہے، یا بعض کا کافی ہے؟

۳- اگر شئ میں ایسی تبدیلی ہو جس کی وجہ سے اس کے جوہری عناصر ختم ہوجائیں، نام بدل جائے اور مجموعی مزاج میں بھی تبدیلی آجائے، لیکن اس تبدیلی کے بعد بھی دو صورتیں ہوسکتی ہیں، جن اشیاء سے مل کر یہ شی بنی ہے ان کا کوئی بھی اثر اور ان کی کوئی بھی خاصیت اس شئ میں برقرار نہ رہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ نئ پیدا ہونے والی شئ اپنی اصل سے موروثی طور پر کچھ خصوصیات اور کیفیات کو برقرار رکھتی ہے، کیا ہر دو صورتوں کا ایک ہی حکم ہوگا یا کچھ سابق خصوصیات وکیفیات کے برقرار رہنے کی وجہ سے باوجود بنیادی عناصر میں تغیر کے ہم اسے تبدیلیٔ ماہیئت نہیں قرار دے سکتے؟

۴- انقلاب ماہیت کے مسئلہ کے تحت کیا مختلف نجس اشیاء کے درمیان بھی کوئی فرق ہوگا، یا اس حکم میں نجس العین اور غیر نجس العین کے درمیان اور اسی طرح ہر دو کے مختلف اجزاء سب یکساں حکم رکھتے ہیں؟

۵- قلب ماہیت کے اسباب کیا ہیں یا کیا ہوسکتے ہیں، مثلاً جلانا، دھوپ دکھانا، کسی شئ کے اندر دوسری اشیاء کا ملانا۔ اس طرح کے اور کیا امور ہیں جو اس باب میں مؤثر ہوتے ہیں یا ہوسکتے ہیں؟

۶- فلٹر کرنے یا کشید کرنے کا جو عمل ہے، ایک شئ سے دوسری، دوسری سے تیسری، سلسلہ وار نکالنا، جیسے خوشبو دار پتیوں اور پھولوں وغیرہ سے ان کی خوشبو کے عنصر کو الگ کرنا اور نکالنا، گندے پانی سے گندگی کے عناصر کو الگ کر کے صاف ستھرا پانی نکالنا، مختلف قسم کی شرابوں سے ان کے جوہری جزء کو نکالنا۔ کیمیاوی عمل کے ذریعہ کسی شئ کے اجزاء کو علیحدہ کر دینا، اس کی کیفیت اور خاصیت کو بدل ڈالنا، کیا یہ عمل قلب ماہیت کے تحت آئے گا؟

۷- دوائیں، جو مرکب ہوتی ہیں اور مختلف اجزاء وعناصر کو ملا کر تیار کی جاتی ہیں، خواہ جامد ہوں یا سیال، ان میں کسی شئ کا خلط واختلاط کیا حکم رکھتا ہے، جب کہ اس کے نتیجے میں مجموعی شکل وتاثیر ضرور بدلتی ہے، لیکن ہر جزء اپنی جملہ صفات وخواص کے ساتھ موجود ہوتا ہے اور اس کے مطابق دوا مؤثر ہوا کرتی ہے۔ فقہاء ایسے اختلاط کو جب کہ چند چیزیں ایک دوسرے سے مل کر باہم متمیز نہ رہ جائیں یا نہ کی جاسکیں ''استہلاک عین'' کہتے ہیں، تو کیا یہ استہلاک قلب ماہیت ہے؟ آج کل انگریزی دواؤں میں بکثرت الکحل کا استعمال ہے جو اصل شراب ہے جس سے کسی شئ میں اسکار کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

۸- صابن عموماً چربی سے بنتے ہیں، یہ چربی اکثر مردار کی ہوتی ہے، اور مردار خنزیر بھی ہوسکتا ہے، تو چربی کو دوسری اشیاء کے ساتھ ملا کر صابن یا اس طرح کی کوئی اور استعمالی شئ تیار کرنا۔ یہ قلب ماہیت ہے یا نہیں؟ مغربی ممالک میں بسکٹ وغیرہ میں ایسی چربی ملائی جاتی ہے، اسی طرح ٹوتھ پیسٹ وغیرہ میں ہڈیوں کا پاؤڈر ملا ہوتا ہے، یہ ہڈیاں مردار وخنزیر کسی کی بھی ہوسکتی ہیں، اس پر بھی غور کرنا ہے۔

۹- مذبوح جانوروں کا خون مختلف صورتوں میں دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے، اسی طرح دوسرے اجزاء کا معاملہ بھی ہوسکتا ہے یا ہوتا ہے۔

۱۰- جلیٹین کا معاملہ آج کل بہت عام ہے، اور اس کی بابت بالخصوص مغربی ممالک میں بہت سوال ہوتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟ جلیٹین عام طور پر چمڑہ اور ہڈی ہوتا ہے جس کی شکل وصورت بدل جاتی ہے، یہ چمڑہ اور ہڈی کسی بھی جانور کا ہوسکتا ہے (بشمول خنزیر) اور مردار وذبیحہ کا بھی امتیاز نہیں، اور ہوتا یہ ہے کہ چمڑے پر ابتدائی مرحلے میں دباغت کا عمل جاری کیا جاتا ہے، اس کو چونے وغیرہ میں ڈال کر پکاتے اور دھوتے وصاف کرتے ہیں حتی کہ بال ختم ہوجاتے ہیں اور کھال سے چپکی ہوئی نجس رطوبات بھی، اور اس مرحلے سے نکال کر بجائے اس کے کہ چمڑے کو سکھائیں اور اس سے کوئی دوسرا کام لیں، بعض ادویہ کے واسطے سے اس کو گلانے کی تدبیر کرتے ہیں، اور پھر اس سے گوند یا اس جیسی بعض اشیاء تیار کرتے ہیں یا کھانے کی چیزیں بناتے ہیں یا اس میں ملاتے ہیں، خاص طور سے اعلی قسم کے بسکٹ اور ٹافیاں اور آئس کریم میں اس کو ملا کر لذت کو بڑھاتے بھی ہیں اور ان میں جماؤ پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں۔

جلیٹین کا کیا حکم ہے؟ کیا مذکورہ صورت قلب ماہیت کے تحت آئے گی؟

☆☆☆

سوالنامہ

زکوۃ کے نئے مسائل

(اموال زکاۃ کا استثمار، تملیک زکاۃ کی بعض صورتیں)

دور حاضر میں دنیا کے اکثر ممالک میں مسلمانوں کی مفلوک الحالی اور معاشی پسماندگی نا قابل بیان ہے، افریقہ اور ایشیا کے بہت سے ممالک میں مسلمانوں کی جہالت اور اقتصادی بدحالی کا استحصال کرتے ہوئے عیسائی مشنریاں سرگرم عمل ہیں، اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی کوشش کررہی ہیں، قادیانی اور بعض دوسرے گمراہ فرقے بھی مسلمانوں کے فقر وفاقہ کا فائدہ اٹھا کر اقتصادی امداد کے نام پر پہلے غریب وجاہل مسلمانوں کو اپنے جال میں پھانستے ہیں اور پھر ان میں اپنے باطل افکار وعقائد کا پرچار کرتے ہیں، مسلمانانِ عالم کے لئے حد درجہ شرم وافسوس کی بات یہ ہے کہ انڈونیشیا، بنگلہ دیش، افغانستان جیسے مسلم اکثریتی ممالک میں بھی کرسچین مشنریاں کامیابی کے ساتھ اپنا کام کررہی ہیں، اور غریب وبدحال مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ پر ڈاکے ڈال رہی ہیں۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ مسلمانوں کی معاشی بدحالی کا فوری طور پر مداوا کیا جائے، انہیں فقر وفاقہ کے اس چنگل سے رہائی دلائی جائے جس نے ان کے دین وایمان کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے اور بے شمار مسلمان خطرۂ ارتداد کی زد میں ہیں۔

اس صورت حال کی اصلاح کیلئے ضروری ہے کہ مسلمان اپنے دین سے آشنا ہوں اور ان کے پاس وہ علوم وفنون ہوں جن کے ذریعہ وہ اپنا رزق کما سکیں۔

فقر وفاقہ زدہ مسلم ممالک اور مسلم اقوام کی مالی واقتصادی امداد کیلئے خود مسلمانوں کی طرف سے کی جانے والی کوششیں مطلوبہ معیار ومقدار سے بہت کم ہیں، اسی لئے دوسرے مذاہب اور گمراہ فرقوں کے لوگوں کو ان غریب مسلمانوں کو رجھانے اور اپنے باطل مذاہب وافکار کی طرف بلانے کا بہترین موقع ہاتھ آیا ہے۔

الحمد للہ کچھ افراد اور جماعتوں نے اس صورت حال کے تدارک کی کوششیں شروع کردی ہیں، اور اہل خیر کے تعاون سے بڑا فنڈ جمع کرکے فلاکت زدہ مسلمانوں کی فوری ضرورت پورا کرنے، ان کی اقتصادی حالت بہتر بنانے اور انہیں اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کی کوششوں کا آغاز ہوچکا ہے۔

لیکن اس مقصد کے لئے حاصل ہونے والی رقوم کا بہت بڑا حصہ مدِ زکوۃ کا ہوتا ہے، اس لئے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ زکوۃ کی رقوم اس طور پر خرچ کی جائیں کہ زکوۃ دہندگان کی زکوۃ ادا ہوجائے۔

کچھ افراد اور جماعتوں کا نقطہ نظر یہ ہے کہ زکوۃ کی رقوم حاجت مندوں پر تھوڑی تھوڑی مقدار میں تقسیم کرنے کے بجائے ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ اس رقم سے کوئی کارخانہ یا فیکٹری قائم کردی جائے یا اسے کسی اور نفع آور کاروبار میں لگادیا جائے اور اس کارخانہ، فیکٹری، کاروبار سے حاصل ہونے والے نفع کو فقراء میں تقسیم کیا جائے تاکہ ہر سال کی زکوۃ کھاپی کر برابر نہ ہوجائے بلکہ اس سے آمدنی کے ایسے مستقل ذرائع پیدا ہوجائیں جو مستقل طور پر فقراء کی ضرورت پوری کریں، اور زکوۃ کی رقوم سے وجود میں آنے والے کارخانوں اور فیکٹریوں میں حق

الامکان مستحقین زکوۃ ہی کو ملازم رکھا جائے تا کہ وہ فقر و فاقہ کے دلدل سے نکل سکیں۔ بعض افراد اور جماعتوں نے ایسی بعض اسکیموں پر عمل بھی شروع کردیا۔

سوال نمبر(۱):

(الف) دریافت طلب امر یہ ہے کہ زکوۃ کی رقوم کا استثمار درست ہے یا نہیں؟ یعنی زکوۃ کی رقوم سے اس مقصد سے کارخانے، فیکٹریاں وغیرہ قائم کرنا کہ ان سے حاصل ہونے والے منافع کو مستحقین زکوۃ میں تقسیم کیا جائے گا اور ان کارخانوں میں فقراء کو ملازمت دے کر ان کیلئے روزگار فراہم کردیا جائے گا شرعی نقطہ نظر سے جائز ہے یا نہیں؟

(ب) اموال زکوۃ کے استثمار کے جائز یا ناجائز ہونے کے دلائل اور اسباب و وجوہ پر تفصیل سے روشنی ڈالنے کی زحمت کریں۔

(ج) اس ذیل میں یہ بھی وضاحت کریں کہ زکوۃ کی ادائیگی کے لئے تملیک (مستحق زکوۃ کو مالک بنانا) ضروری ہے یا نہیں؟ اور زیر بحث مسئلہ میں تملیک کی شرط پوری ہو رہی ہے یا نہیں؟

سوال نمبر(۲):

زکوہ کے مال سے اگر رہائشی مکانات یا دوکانیں تعمیر کرکے فقراء کو رہائش یا تجارت کے لئے دے دیا جائے اور انہیں مکانات، دوکانوں کا مالک نہ بنایا جائے تو اس سے زکوۃ کی ادائیگی ہوجائے گی یا نہیں؟

سوال نمبر(۳):

فقراء میں زکوۃ کا مال تقسیم کرنے کے بجائے اگر ان کے لئے زکوۃ کے مال سے مکانات یا دوکانیں تعمیر کرکے ان کی ملکیت میں دے دی جائیں تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اس میں اگر کوئی شرعی قباحت ہو تو اس کی وضاحت فرمائیں۔

☆☆☆

سوالنامہ

انٹرنیٹ اور جدید ذرائع مواصلات کے ذریعہ عقود و معاملات

وہ تمام عقود و معاملات جن میں طرفین کی جانب سے مالی یا غیر مالی عوض ادا کیا جاتا ہے، ان کے درست ہونے کے لئے عاقدین کی رضامندی ضروری ہے، اس رضامندی کا اظہار ایجاب وقبول کے ذریعہ ہوتا ہے، اسی لئے فقہاء نے ایسے معاملات کے لئے ایجاب وقبول کو رکن کا درجہ دیا ہے۔

ایجاب کسی فریق کا اپنی طرف سے معاملہ کی پیشکش کرنا ہے اور قبول دوسرے فریق کی طرف سے اس پیشکش کو قبول کرنا ہے، ایجاب وقبول کے درمیان اتصال ضروری ہے، قبول ایجاب سے متصل ہو، اس کے لئے بعض فقہاء نے شرط لگائی ہے کہ ایک فریق کی طرف سے ایجاب پائے جانے کے بعد دوسرے فریق کی طرف سے بلا تاخیر اور علی الفور قبول پایا جانا چاہئے، حنفیہ کا نقطہ نظر ہے کہ اس میں حرج اور مشقت ہے، اس لئے قبول کے ایجاب سے متصل ہونے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

ایک حقیقتاً اتصال، اور اس کی صورت یہی ہے کہ ایجاب کے فوراً بعد قبول کا اظہار کیا جائے، دوسرے حکماً اتصال، اور اس کی صورت یہ ہے کہ جس مجلس میں ایجاب کیا گیا ہو، اس مجلس کے ختم ہونے سے پہلے دوسرا فریق اپنی طرف سے قبول کرنے کا اظہار کردے، ایسی صورت میں مجلس کے ایک ہونے کی وجہ سے سمجھا جائے گا کہ ایجاب اور قبول کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں پایا گیا۔

اسی لئے فقہاء نے نکاح اور بیع وغیرہ کے لئے ایک شرط ''مکان عقد'' سے متعلق رکھی ہے کہ ایجاب وقبول ایک ہی مجلس میں ہونا چاہئے، اسی ذیل میں یہ بحث بھی آتی ہے کہ اگر دو شخص کشتی میں جارہے ہوں اور ایجاب وقبول کریں یا دو الگ الگ سواریوں پر یا پیدل جارہے ہوں اور ایجاب وقبول کریں تو عقد درست ہوگا یا نہیں؟

اسی طرح فقہاء شافعیہ کے یہاں خیار مجلس کے ذیل میں یہ بحث بھی آتی ہے کہ اگر کوئی شخص صحراء یا کھلے وسیع میدان میں دور سے پکار کر ایجاب وقبول کرے تو اس کا اعتبار ہوگا یا نہیں؟ اور اگر عاقدین کے درمیان دیوار کھڑی کردی جائے یا نہر کھود دی جائے تو اختلاف مجلس کا تحقق ہوگا یا نہیں؟

غرض عقود و معاملات کے منعقد ہونے میں اتحاد مجلس کو خاص اہمیت حاصل ہے، اور جیسا کہ مذکور ہوا اصل مقصود تو وقت اور زمانہ کے اعتبار سے ایجاب وقبول میں اتصال ہے، لیکن چونکہ ہمارے ان فقہاء کے زمانہ میں اتحاد مکان کے بغیر ایجاب وقبول کے درمیان مقارنت ممکن نہیں تھی اس لئے اتحاد مکان کی شرط بھی لگائی گئی۔

اب صورت حال یہ ہے کہ مواصلات اور ابلاغ کے ذرائع نے ایسی ترقی کی ہے کہ ماضی میں اس کا تصور بھی شاید ممکن نہ ہو، پوری دنیا گویا ایک گھر میں سمٹ آئی ہے اور منٹوں میں آپ کی بات دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہونچ سکتی ہے، ٹیلیفون، انٹرنیٹ وغیرہ ایسے ذرائع ہیں جن کے ذریعہ ہزاروں میل کے فاصلہ سے معاملات طے پاتے ہیں۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ چونکہ ان ذرائع کی وجہ سے روابط میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے، اس لئے اب تجارت کا دائرہ بھی وسیع ہوگیا

ہے، انٹرنیٹ وغیرہ کے ذریعہ یہ بات ممکن ہے کہ ایجاب کے بعد فوراً دوسرا فریق قبول کا اظہار کردے، اور اسی طرح تمام عقود ومعاملات کے کاغذات انٹرنیٹ پر اسکریننگ کے ذریعہ بھیجے جاسکتے ہیں اور فوراً ہی جواب بھی منگایا جاسکتا ہے، لیکن ظاہر ہے کہ انٹرنیٹ مکانی فاصلہ کوختم نہیں کرتا اور یہ بات قابل غور ہے کہ ایجاب وقبول میں اتحاد مکان مقصود ہے یا اقتران واتصال مقصود ہے، اسی پس منظر میں چند سوالات ہیں جن پر علماء کوغور کرنے کی ضرورت ہے:

۱- مجلس اور مجلس کے اتحاد واختلاف سے کیا مراد ہے؟

۲- کیا انٹرنیٹ کے ذریعہ خرید وفروخت کا معاملہ شرعاً منعقد ہوجائے گا؟

۳- اگر انٹرنیٹ کے ذریعہ تحریری ایجاب وقبول کو دو گواہ دیکھ رہے ہوں تو کیا یہ ایجاب وقبول اور شہادت نکاح منعقد ہونے کے لئے کافی ہوگی اور نکاح منعقد ہوجائے گا؟

۴- انٹرنیٹ پر خرید وفروخت کے سلسلہ میں ایجابی پہلوؤں کے ساتھ کچھ دوسرے پہلوؤں کو بھی سامنے رکھا جانا چاہئے مثلاً دو افراد کے درمیان ہوئے معاملہ کی تفصیل ایک تیسرا شخص حاصل کرسکتا ہے اور اس سے وہ تجارت میں زیادہ فائدہ اٹھا سکتا ہے، تو کیا اس تیسرے شخص کے لئے ایسا کرنا صحیح ہے یا نہیں؟

۵- ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ خرید وفروخت، لین دین اور تجارت ممکن ہے یا نہیں، اس کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ واضح رہے کہ ویڈیو کانفرنسنگ میں دو معاملہ کرنے والے ایک دوسرے سے نہ یہ کہ صرف بات کرسکتے ہیں بلکہ ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ ویڈیو کانفرنسنگ اور انٹرنیٹ پر ہونے والے تمام معاملات کا ریکارڈ محفوظ ہوتا ہے جسے بآسانی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۶- فون پر خرید وفروخت کا کیا حکم ہے؟

۷- کیا ٹیلیفون پر نکاح کا ایجاب وقبول ہوسکتا ہے، اگر ٹیلیفون پر ایجاب وقبول کے وقت عاقدین یا ان میں سے ایک کے پاس دو گواہ بیٹھے ہوں جو ایجاب وقبول کو سن رہے ہوں تو کیا عاقدین اور شاہدین متحد المجلس تصور کئے جائیں گے؟ اگر ٹیلیفون پر ایجاب وقبول درست نہ ہو تو کیا فون پر نکاح کا وکیل بنایا جاسکتا ہے اور اس نکاح کی صورت کیا ہوگی؟

☆☆☆

تجاویز:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا تیرہواں فقہی سمینار جامعہ سید احمد شہید واقع کٹولی، ملیح آباد میں مؤرخہ ۱۸ تا ۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ مطابق ۱۳ تا ۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء منعقد ہوا، جس میں ملک کے تمام ممتاز اداروں مدارس اور تحقیقی مراکز سے تعلق رکھنے والے مختلف مکاتب فکر کے تقریباً تین سو علماء وفقہاء اور مفتیان کرام شریک ہوئے، اس میں کئی اسلامی ملکوں سے بھی بعض اہم علمی شخصیات نے شرکت فرمائی جن میں ڈاکٹر رواس قلعجی کویت، شیخ عبدالرحمٰن بن عبداللہ آل محمود رئیس المحاکم قطر، ڈاکٹر محمد محروس المدرس عراق، ڈاکٹر نورالدین خادمی، امام محمد بن سعود یونیورسٹی ریاض، اور شیخ محمد بن عبدالعزیز الخضیری سعودی عرب کے علاوہ بنگلہ دیش سے ڈاکٹر ابوبکر رفیق، ڈاکٹر طریق الاسلام اور مولانا ابوالرضا نظام الدین صاحب قابل ذکر ہیں۔

اس چارروزہ سمینار میں جن موضوعات پر بحث ومناقشہ کے بعد فیصلے کئے گئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱- انقلاب ماہیت ۲- جبری شادی

۳- اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری ۴- انٹرنیٹ وجدید وسائل ابلاغ کے ذریعہ عقود ومعاملات

۱- انقلاب ماہیت (طہارت ونجاست اور حلت وحرمت پر اس کا اثر):

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سمینار منعقدہ ۱۳ تا ۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء بمقام جامعہ سید احمد شہید واقع کٹولی، ملیح آباد، لکھنؤ میں انقلاب ماہیت کے موضوع پر مندرجہ ذیل فیصلے طے پائے:

۱- شریعت میں جن اشیاء کو حرام یا ناپاک قرار دیا گیا ہے ان کی حرمت ونجاست اس شئ کی ذات سے متعلق ہے، اگر کسی انسانی فعل، کیمیائی یا غیر کیمیائی تدبیر، یا کسی انسانی فعل کے بغیر طبعی اور ماحولیاتی اثر کے تحت اس شئ کی اصل حقیقت اور ماہیت تبدیل ہوگئی تو اس شئ کا سابق حکم باقی نہیں رہے گا، اس میں نجس العین اور غیر نجس العین کا کوئی فرق نہیں۔

۲- تبدیلی ماہیت سے مراد یہ ہے کہ اس شئ کے وہ خصوصی اوصاف بدل جائیں جن سے اس شئ کی شناخت متعلق ہے، دوسرے غیر مؤثر اوصاف جو اس شئ کی حقیقت میں داخل نہیں، کا اس شئ میں باقی رہ جانا تبدیلی ماہیت میں مانع نہیں۔

۳- اگر حلال وپاک اشیاء میں حرام وناپاک شئ کا صرف اختلاط ہو، اصل حقیقت تبدیل نہ ہو، تو وہ حرام اور ناپاک ہی باقی رہے گی۔

۴- یہ سمینار محسوس کرتا ہے کہ الکحل اور جیلاٹین وغیرہ میں قلب ماہیت کے محقق ہونے یا نہ ہونے کے سلسلہ میں کوئی قطعی رائے قائم کرنے سے پہلے ماہرین کیمیاء سے مناسب معلومات حاصل کرنا ضروری ہے، اس لئے یہ سمینار اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ داروں سے خواہش کرتا ہے کہ اس موضوع پر فیصلہ کو کسی قریبی آئندہ سمینار تک ملتوی رکھا جائے۔ اور پہلے اس سلسلہ میں ماہرین سے ضروری معلومات حاصل کی جائیں اور ان سے علماء وارباب افتاء کو آگاہ کیا جائے؛ تاکہ ان کو رائے قائم کرنے میں سہولت ہو۔

۵- یہ سمینار مسلمان میڈیکل سائنس دانوں اور خاص کر عالم اسلام کے ارباب حل وعقد سے خواہش کرتا ہے کہ وہ طبی اغراض کے لئے دواؤں میں استعمال ہونے والے حرام وناپاک اجزاء کا متبادل نباتات، جمادات اور حلال مذبوح حیوانات سے دریافت کریں؛

تاکہ حرام ومشتبہ دواؤں سے اجتناب ممکن ہوسکے، کہ بحیثیت مسلمان یہ ان کا نہایت اہم مذہبی اور دینی فریضہ ہے۔

۲-اموال زکوۃ کی سرمایہ کاری:

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں فقہی سمینار منعقدہ ۱۳-۱۶/اپریل ۲۰۰۱ء مطابق ۱۸ تا۲۱ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ میں اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری کے موضوع پر غور کیا گیا اور بعض علمی مجامع کے فیصلوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل فیصلے کیے گئے:

۱- بہت سے ممالک اور علاقوں میں مسلمانوں کی مفلوک الحالی اور معاشی پسماندگی ناقابل بیان ہے، مسلمانوں کی دین سے ناواقفیت اور اقتصادی بدحالی کا استحصال کرتے ہوئے غیر مسلم مشنریاں اور قادیانی مبلغین سرگرم عمل ہیں، اور غریب اور ناواقف مسلمانوں کی امداد کر کے اور انہیں اپنے قریب لاکر ان کے ایمان وعقیدہ کو بدلنے کی کوشش کررہے ہیں۔ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ محتاج ونادار مسلمانوں کی معاشی بدحالی کا فوری طور پر مداوا کیا جائے، انہیں فقر وفاقہ کے اس چنگل سے نکالا جائے جس نے ان کے دین وایمان کو خطرہ میں ڈال دیا ہے۔ ایسے مسلمان اموال زکوۃ کے سب سے زیادہ مستحق ہیں، ہر ملک اور علاقہ کے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ ایسے نادار اور محتاج مسلمانوں کو خاص طور پر اموال زکوۃ سے مدد کردیں، اور اگر اموال زکوۃ اس کے لئے کفایت نہ کریں تو دوسری مدات خیر سے ان کا تعاون کریں۔

۲- فقراء ومساکین کو زکاۃ کا جو مال دے دیا، انہیں اس مال پر تمام مالکانہ حقوق حاصل ہوجاتے ہیں، اس لئے اگر کسی فقیر ومسکین یا چند فقراء نے زکاۃ لینے کے بعد اسے استثمار یا تجارت وغیرہ میں لگا دیا تاکہ زکاۃ کی اس رقم سے آئندہ بھی فائدہ پہنچتا رہے تو ایسا کرنا جائز ہے، اس سے زکاۃ ادا ہوجائے گی۔

۳- زکاۃ دینے والے شخص یا زکاۃ دینے والوں کی جماعت کی طرف سے زکاۃ میں نکالی ہوئی رقوم کو کسی نفع بخش کاروبار میں لگا دینا تاکہ مستقبل میں اس کا نفع فقراء ومساکین اور دیگر مستحقین زکاۃ پر تقسیم کی جاتی رہے، جائز نہیں، اس طرح زکاۃ ادا نہ ہوگی۔

۴- فقراء کو معاشی طور پر خود کفیل بنانے کے لئے اگر یہ صورت اختیار کی جائے کہ فقیر جس پیشے اور صنعت سے وابستہ ہے، یا جس پیشے کو شروع کر سکتا ہے اس کا لحاظ کرتے ہوئے اسے کوئی مشین یا آلات صنعت وحرفت زکاۃ کی رقم سے خرید کر بطور ملکیت دے دیئے جائیں، یا فقیر کی تجارتی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی دوکان اسے مالکانہ طور پر زکاۃ کی رقم سے بنا کر دے دی جائے تو ایسا کرنا شرعاً جائز ہے، اس سے زکاۃ کی ادائیگی ہوجائے گی۔

۵- اگر رہائشی مکانات یا دوکانیں تعمیر کر کے فقراء کو رہائش یا تجارت کے لئے دے دی جائیں اور انہیں مکانات اور دوکانوں کا مالک نہ بنایا جائے تو اس سے زکاۃ کی ادائیگی نہیں ہوگی۔

۶- اداء زکاۃ کے وقت اس کو بہرحال ملحوظ رکھا جائے کہ مقامی محتاج ومستحقین محروم نہ رہ جائیں۔

۳-لڑکی سے اجازت کے بغیر شادی:

برطانیہ وبعض مغربی ممالک کے سماجی حالات کے پس منظر میں اولیاء کی جانب سے لڑکیوں کو رشتہ نکاح کے سلسلے میں مجبور کیے جانے کے واقعات پر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی، ملیح آباد میں غور کیا گیا اور حسب ذیل فیصلے کیے گئے:

۱- لڑکا یا لڑکی جب بالغ ہو جائے تو شریعت نے انہیں اپنی ذات کے بارے میں تصرف اور نکاح کے سلسلے میں رشتہ کے انتخاب کا حق دیا ہے۔ یہ حریت شخصیہ شریعت اسلامیہ کے امتیازات میں سے ہے؛ بلکہ آج مغرب و مشرق کی بہت سی قوموں نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ انہی اسلامی تعلیمات سے متاثر ہونے کا نتیجہ ہے۔

۲- اولیاء کی جانب سے بالغ لڑکی یا لڑکے کو ان کی خواہش اور رضا کا خیال کئے بغیر کسی رشتہ پر مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، لہذا اولیاء کا اپنی رائے پر اصرار اور اس پر مجبور کرنے کے لئے طرح طرح کی دھمکیاں دینا، اسلام کے دیئے ہوئے حقوق سے محروم کرنے کی ناروا کوشش ہے، جو کسی طرح درست نہیں ہے۔

۳- لڑکوں اور لڑکیوں کو بھی چاہئے کہ اپنے اولیاء کے انتخاب کردہ رشتے کو ترجیح دیں؛ کیونکہ اولیاء کی شفقت و محبت اور ان کے تجربہ کی وجہ سے عموماً یہی امید ہے کہ اولیاء نے ان کے لئے رشتے کا انتخاب کرتے وقت ان کے مفادات کا پورا پورا لحاظ کیا ہوگا۔

۴- نکاح کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کا تعلق نکاح کے وقت رضامندی کے اظہار سے ہے، لہذا اگر بالغ لڑکے یا لڑکی نے نکاح کے وقت رضامندی کا اظہار کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔

۵- اگر قاضی شرعی اور قضاء کے کام کرنے والے اداروں و ذمہ داروں کے سامنے یہ بات بہ تحقیق ثابت ہو جائے کہ اولیاء نے بالغہ لڑکی کے نکاح کے سلسلے میں جبر و زبردستی سے کام لیا ہے، اور اس کو مجبور کر کے بوقت نکاح ہاں کرا لیا ہے، اور لڑکی رشتہ ہو جانے کے بعد اس رشتہ کو باقی و برقرار رکھنے کے لئے کسی طرح تیار نہیں ہے اور فسخ کا مطالبہ کرتی ہے اور شوہر نہ بطور خود اسے جدا کرتا ہے اور نہ خلع و طلاق پر آمادہ ہے تو قاضی شرعی کو دفع ظلم کی غرض سے فسخ نکاح کا حق حاصل ہوگا۔

۴- جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعہ عقود و معاملات کا شرعی حکم:

۱- ''مجلس'' سے مراد وہ حالت ہے جس میں عاقدین کسی معاملہ کو طے کرنے میں مشغول ہوں۔ ''اتحاد مجلس'' کا مقصد ایک ہی وقت میں ایجاب کا قبول سے مربوط ہونا ہے۔ اور ''اختلاف مجلس'' سے مراد یہ ہے کہ ایک ہی وقت میں ایجاب و قبول میں ارتباط کا تحقق نہ ہو سکے۔

۲- الف- فون اور ویڈیو کانفرنسنگ کے ذریعہ بیع میں ایجاب و قبول معتبر ہوگا، انٹرنیٹ پر بھی اگر بیک وقت عاقدین موجود ہوں اور ایجاب کے بعد فوراً دوسرے کی طرف سے قبول ظاہر ہو جائے تو بیع منعقد ہو جائے گی، اور ان صورتوں میں عاقدین کو متحد المجلس تصور کیا جائے گا۔

ب- اگر انٹرنیٹ پر ایک شخص نے بیع کی پیشکش کی، اور دوسرا شخص اس وقت انٹرنیٹ پر موجود نہیں تھا، بعد کو اس نے اس پیشکش کرنے والے کا پیغام حاصل کیا، یہ صورت تحریر و کتابت کے ذریعہ بیع کی ہوگی، اور جس وقت وہ دوسرا شخص اس پیشکش کو پڑھے اسی وقت اس کی جانب سے قبولیت کا اظہار ضروری ہوگا۔

۳- اگر خریدار اور بائع نے اپنے معاملہ کو مخفی رکھنا چاہا اور اس کے لئے سکریٹ کوڈ (Secret Code) استعمال کیا تو کسی شخص کے لئے اس معاملہ سے باخبر ہونے کی کوشش جائز نہیں ہوگی؛ البتہ کسی اور شخص کا حق شفعہ یا کوئی اور شرعی حق اس عقد یا بیع سے متعلق ہو تو اس کے لئے اس مخفی معاملہ کے بارے میں واقفیت حاصل کرنا درست ہے۔

۴- نکاح کا معاملہ بہ مقابلہ عقد بیع کے زیادہ نازک ہے، اس میں عبادت کا بھی پہلو ہے، اور گواہان کی شرط بھی ہے، اس لئے انٹرنیٹ،

ویڈیو کانفرنسنگ اورفون پر راست نکاح کا ایجاب وقبول معتبر نہیں؛ البتہ اگر ان ذرائع ابلاغ پر نکاح کا وکیل بنایا جائے اور وہ گواہان کے سامنے اپنے مؤکل کی طرف سے ایجاب وقبول کرلے تو نکاح درست ہوجائے گا، اس صورت میں یہ بات ضروری ہوگی کہ گواہان وکیل بنانے والے غائب شخص سے واقف ہوں یا ایجاب وقبول کے وقت اس کا نام مع ولدیت ذکر کیا جائے۔

☆ اعلامیہ: جہیز کی حرمت:

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سمینار منعقدہ ۱۳ تا ۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء بمقام جامعہ سید احمد شہید واقع کٹولی، ملیح آباد میں مروجہ جہیز کے موضوع پر ملک بھر سے آئے تمام مکاتب فکر کے ایک سو سے زائد ممتاز علماء ومفتیان کرام نے اپنے دستخط کے ساتھ مندرجہ ذیل فیصلہ کیا:

اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ اجلاس اس صورت حال پر اپنی سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ آج ہماری عائلی زندگی میں لڑکوں کی خرید و فروخت کا مزاج ہوگیا ہے اور انہیں مال تجارت بنالیا گیا ہے، کبھی لڑکوں کی طرف سے، کبھی ان کے والدین اور اقرباء کی طرف سے، اور کبھی خود لڑکی والوں کی طرف سے نہ صرف یہ کہ قیمت لگائی جاتی ہے بلکہ بھاؤ تاؤ کیا جاتا ہے، اور کون زیادہ سے زیادہ دے گا اس کی تلاش کی جاتی ہے، شرعاً نکاح میں لڑکی والوں سے کچھ لینا، وہ چاہے تلک کے نام پر ہو یا گھوڑے وجوڑے کے نام پر ہو، یا مروج قیمتی جہیز کے نام پر ہو جائز نہیں، شریعت نے "أحل لكم ماوراء ذلكم أن تبتغوا بأموالكم" (قرآن کریم) کے حکم ربانی کے ذریعہ مردوں پر نکاح میں مال خرچ کرنے کی ذمہ داری عائد کی ہے۔ آج ہم نے اس حقیقت کو بدل ڈالا ہے اور عورتوں کو نکاح کے لئے مال خرچ کرنا پڑتا ہے، کبھی صریح مطالبہ ہوتا ہے اور کبھی عادت اور عرف ورواج کے تحت یہ ہوتا ہے، یہ ساری صورت حال چاہے اس طرح کا مال لینا ہو یا پیشکش کرنا ہو، شرعاً جائز ودرست نہیں ہے۔

اکیڈمی کا یہ اجلاس تمام مسلمانان ہند کو اس طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ مسلم معاشرے کو ان خطوط پر متوجہ کریں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، اور شادیوں کو ہر طرح سادہ رکھیں اور ارشاد نبوی "أعظم النكاح بركة أيسره مؤنة" کے مطابق بغیر جبر ودباؤ اور فرمائش ومطالبہ نیز اسراف وتبذیر کے، بطریق سنت نبویہ انجام دیں۔

☆ اعلامیہ: مسجد کی شرعی حیثیت:

اسلامک فقہ اکیڈمی کے تیرہویں سمینار منعقدہ ۱۳ تا ۱۶/ اپریل ۲۰۰۱ء بمقام جامعہ سید احمد شہید واقع کٹولی، ملیح آباد میں ملک بھر سے آئے ہوئے تمام مکاتب فکر کے ایک سو بیس ممتاز علماء ومفتیان کرام نے اپنے دستخط کے ساتھ مندرجہ ذیل فیصلہ کیا:

مساجد کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر بالکل واضح ہے اور اس پر جمہور امت کا اتفاق ہے کہ جس مقام پر ایک بار مسجد بنادی گئی وہ قیامت تک کے لئے مسجد ہے، اب نہ اس کی خرید وفروخت ہوسکتی ہے نہ وہ خطۂ ارض کسی اور کو ہبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ کوئی شخص یا حکومت اس کی حیثیت کو تبدیل کرسکتی ہے، مسجد دراصل وہ حصہ زمین ہے جسے ایک دفعہ مسجد کے لئے وقف کردیا گیا ہو، مسجد صرف در و دیوار اور مسجد میں استعمال ہونے والے تعمیری سامان کا نام نہیں، اس لئے اگر مسجد کی عمارت منہدم ہوجائے یا اسے ظلماً منہدم کردیا جائے یا کسی وجہ سے طویل عرصہ تک وہاں نماز نہ پڑھی جائے تب بھی وہ مسجد باقی رہتی ہے، اور مسلمانوں پر اس کو دوبارہ آباد کرنا شرعاً واجب ہے۔

مسجد کا مقصد کائنات کے حقیقی خالق ومالک کی عبادت اور غیر اللہ کی معبودیت کی نفی ہے، اس لئے مسجد کی زمین پر بت خانہ بنانے کی اجازت ہرگز نہیں دی جاسکتی؛ کیونکہ یہ مسجد کے مقصد کے عین برعکس بات ہوگی، اور یہ نہ صرف مذہب وعقیدہ بلکہ تقاضائے عقل کے بھی خلاف

ہوگا کہ کوئی چیز اپنے برعکس مقصد کے لئے استعمال کی جائے۔

اسلام دنیا میں عقیدۂ توحید کا نمائندہ مذہب ہے اور وہ پوری انسانیت کو اس سچائی کی طرف دعوت دیتا ہے کہ اس کائنات کا خالق اور رب ایک ہی قادر مطلق ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ ہمیں عدل اور رواداری کی تعلیم بھی دیتا ہے، وہ مذہب کے معاملہ میں کسی جبر واکراہ کا قائل نہیں، اس نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کسی فرد یا قوم کی انفرادی یا قومی اور مذہبی زمین پر قبضہ کر کے اسے زبردستی مسجد بنالیا جائے، اس لئے نہ صرف تاریخ بلکہ عقیدہ اور اسلامی تاریخ کی رو سے بھی یہ بات صریحاً غلط ہے کہ مسلمانوں نے اس ملک میں کسی زمین یا کسی قوم کی عبادت گاہ پر قبضہ کر کے اسے مسجد بنایا ہو۔

لہٰذا اسلامک فقہ اکیڈمی کا یہ سمینار متفقہ طور پر اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ بابری مسجد یا کسی اور مسجد کے بارے میں ایسی کوئی صلح شرعی اعتبار سے قطعاً جائز نہیں کہ جس کا مقصد مسجد کی حیثیت کو تبدیل کرنا یا نعوذ باللہ اسے بت خانہ بنانا ہو، اور یہ مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر اور علماء امت کا متفقہ فیصلہ ہے۔

✧ ✧ ✧